# فن تفسیر: تفسیر تبیان القرآن اور تفسیر انوار البیان کا تقابلی جائزہ اور اہمیت

# *The Art of Interpretation: A Comparative Analysis of Tafsir Tibyān al-Qur'ān and Tafsir Anwar al-Bayan and Importance*

**Muhammad Tahir**
PhD Research scholar, Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Technology Hayatabad Peshawar KPK, Pakistan : muahammadtahir146@gmail.com

**Dr. Muqaddasullah**
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Qurtuba University Hayatabad Peshawar, KPK. Pakistan:
drmqds.@qurtuba.edu.pk

**Abstract**

*This Research paper offers a comparative study of two well-known commentaries named; Tafsir Tibyān al-Qur'ān and Tafsir Anwar al-Bayan. These two writings offer a distinct perspective on comprehending the diverse aspects of Seerah, of Muhammad (PBUH), that the Qur'ān reveals and are significant contributions to Qur'ān interpretation. Tafsīr Anwar Al-Bayān offers an in-depth analysis of the Qur'ānic text. This book examines the historical background of revelation and meticulously analyses linguistic subtleties to offer profound understanding of the lessons and messages the Qur'ān imparts on a range of topics related to human life. This work utilizes conventional thematic analysis to offer a more profound comprehension of the guidance and wisdom found in the Qur'ān. Another notable scholar's work, the Tibyān al-Qur'ān, adopts a distinct but complementary methodology, Interprets the Qur'an on the problems and difficulties of the present. The goal of this work is to offer helpful advice and answers and solutions to the issues and challenges that people face in contemporary social structure. It gives the teachings of the Qur'ānic significance and application to modern life by adapting them to moral, ethical, and societal issues. This comparative examination looks at the special qualities and complementing strengths of these two of his most important writings, highlighting the contributions each one has made to the understanding of the Qur'ān and applied aspects of Seerah. It also emphasizes, how crucial they are for assisting readers in overcoming a range of obstacles in life, both temporal and spiritual. Studying Tafsīr*

*Anwār al-Bayān and Tibyān al-Qur'ān offers a thorough understanding of how the Qur'ānic teachings are applied and comprehended in various contexts. It is beneficial for Qur'ānic scholars, students, and practitioners alike as a valuable source of information. Islam uses the teachings of the Qur'ān to help people grasp life's intricacies on a deeper level.*

**Keywords:** *Tafsīr Anwār al-Bayān , Tibyān al-Qur'ān, Seerah, Thematic analysis, Contemporary social issues*

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسان کو پیدا فرمایا تو دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے اپنے طرف سے احکامات بھی جاری کیا تا کہ انسان اس کے مطابق زندگی گزار کر دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔ اللہ تعالی کے ان احکامات کو اپنے بندوں تک پہنچانے کے لیے اللہ تعالی نے مختلف اوقات میں مختلف رسول مبعوث فرمائے۔ پیغمبروں کا یہ سلسلہ سیدنا آدمؑ سے شروع ہوا اور حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوا۔ نیز مختلف اوقات میں اللہ تعالی نے ان انبیاء پر آسمانی کتابوں اور صحایف کو نازل فرمایا تا کہ انسان راہ راست پر آسکیں۔ اور آخر میں اللہ تعالی نے آخری پیغمبر حضرت محمد پر آخری کتاب قرآن مجید کے شکل میں نازل فرمایا جو کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے ہدایت کا سر چشمہ ہے۔ نیز قیامت تک انے تمام انسانیت کے لیے قرآن مجید نظری جبکہ آپ ﷺ کے زندگی عملی ہدایت اور فلاح دارین کے ضامن ہیں۔

قران مجید نے اپ ﷺ کے سیرت طیبہ کے واقعات اور احکامات کو مختلف انداز میں ہمارے سامنے رکھا ہیں۔ جس میں بعثت نبوی، تحویل قبلہ، واقعہ معراج، واقعہ غرانیق، واقعہ افک، واقعہ مسجد ضرار، واقعہ عبد اللہ ابن ام مکتوم، واقعہ شق صدر، غلبہ روم، ازواج مطہرات، واقعہ حاطب ابن ابی بلتعہ، واقعہ تحریم اور واقعہ سحر وغیرہ وغیرہ اس کے علاوہ مختلف غزوات کو قران مجید نے ہمارے سامنے رکھا ہیں۔ دوسرے طرف آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ اور حدیث قولی، فعلی اور تقریری قران مجید کے بہترین انداز میں تشریح پیش کر رہا ہیں۔

نیز مختلف محدثین، فقہا عظام اور سیرت نگاروں نے اللہ کے احکامات اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر اپنے اپنے علم کے مطابق بحث کیا ہیں، جس میں علامہ غلام رسول سعیدی مصنف تبیان القرآن اور مولانا مفتی عاشق الہی بلند شہری مصنف انوار البیان نے اپنے تفاسیر میں سیرت نبوی پر تحقیقی اور علمی انداز میں سیر حاصل بحث کیا ہیں۔

زیر نظر تحقیقی آرٹیکل میں سورت تحریم میں مذکور واقعہ تحریم کا تقابلی موازنہ ان دونوں تفاسیر کے روشنی میں پیش کیا جارہا ہیں۔

علامہ غلام رسول سعیدی کا تعارف:

ولادت۔ علامہ غلام رسول سعیدی 10 رمضان المبارک 1356 ھجری بمطابق 14 نومبر 1937 بروز جمعہ کو انڈیا کے شہر دہلی میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت اور اساتذہ:

آپ کے والدہ ایک نیک عورت تھی اور بچپن میں اپنے بچہ کو قاعدہ اور ناظرہ قرآن پڑھایا اس کے بعد اپ نے اسلامیہ سکول دہلی میں داخلہ لیا۔ اور جماعت پنجم تک یہاں پڑھا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ نے اپنے والدین کے ساتھ 1947 میں پاکستان کو ہجرت کیا اس وقت اپ کے والد کا انتقال ہوا اور آپ کے والدہ نے دوسرا نکاح کیا نیز مالی مشکلات کے وجہ سے آپ نے سبق چھوڑ دیا اور حصول معاش کے لیے کمر کس لیا لہذا شروع میں اپ نے ایس کریم فروخت کرنے لگا اور بعد میں ایک دوکادار کے ساتھ ملازمت اختیار کیا، لیکن اللہ کو جو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔ آپ نے کراچی کے جامع مسجد آرام باغ میں نماز جمعہ پڑاھتے تو آپ ﷺ پر درود وسلام اپ کے دل ودماغ پر عجیب اثر کرتا اور قران مجید کے طرف بہت ذیادہ راغب ہوا اور قران مجید کے مطالعہ کے دوران عظمت رسول کے آیاتیں پڑھ لیا کرتے تو بعض مقامات پر نازیبہ الفاظ سامنے اے جس پر آپ کے دل ودماغ میں اضطراب پیدا ہوا۔ اور اس وجہ سے اپ قران وحدیث کے علم کے طرف راغب ہوا۔ اور آپ نے علامہ احمد رضا خان کے ترجمہ کنز الیمان کا مطالعہ شروع کیا۔ اور باقاعدہ دینی علم کے حصول کے لیے جامعہ محمودیہ رضویہ رحیم یار خان میں داخلہ لیا اور اس مدرسہ کے مہتمم مولانا محمد نواز اویسی نے اپ کو مولانا عبد المجید کے حوالہ کیا اور یہاں پر آپ نے فقہ، اداب، نحوا اور صرف کے چند کتابیں پڑھ لیا۔

اس کے بعد جامعہ نعیمیہ لاہور چلا گیا اور وہاں پر مولانا محمد حسین نعیمی سے قطبی، شرح جامی، مسلم العلوم، ہدایت الحکمت، اور تفسیر جلالین پڑھ لیا۔ اس کے بعد علم کے ساتھ مزید شوق نے آپ کو علامہ عطا محمد چشتوی بندیالوی تک لیے پہنچایا اور ان سے مختصر المعانی، قاضی مبارک، شمش بازغہ، مطول، مسلم ثبوت، توضیح و تلویح، ہدایہ آخرین اور مشکواۃ المصابیح پڑھا۔ اس کے علاوہ جامعہ قادریہ فیصل آباد میں مولانا ولی النبی سے عقنی دس اور تصریح پڑھا۔ اور ساتھ ساتھ مفتی مختار الحق سے سراجی بھی پڑھا۔

تصنیفی خدمات:

علامہ غلام رسول سعیدی کی لکھی ہوئی کتابیں درجہ ذیل ہیں:

تفسیر تبیان القران 13 جلدوں میں، شرح مسلم 8 ضخیم جلدوں میں، شرح صحیح بخاری نعمتہ الباری یا نعمہ الباری 17 جلدوں میں، مقالات سعیدی، مقام ولیات و نبوت، اعلی حضرت کا فقہی مقام، ذکر بالجہر، معاشرے کے ناسور، شان الوہیت، عصمت نبوت، شان نبوت، مقام نبوت،، خصایص نبوت، ختم نبوت، حدیث لولا، خلفاراشدین وغیرہ کتابیں آپ کے لکھے ہوے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے سینکڑوں مضامیں اور مقالات لکھے ہیں جو مختلف سیمیناروں اور رسائل وجرائد میں شایع ہو رہے ہیں۔

تدریسی خدمات

آپ کے تدریسی زندگی 50 سال پر محیط ہیں جس میں 32 سال آپ نے دار لعلوم نعیمیہ کراچی میں بحثیت شیخ الحدیث کے اپنے فرایض سر انجام دیا۔ ان خدمات کے نتیجے میں صدر پاکستان ممنون حسین نے آپ کو تمغہ امتیاز سے نواز۔

وفات:

آخری عمر میں آپ کافی علیل ہوا اور طویل علالت کے بعد 79 سال کے عمر میں 26 ربیع ال آخر 1434 ہجری بمطابق 6 فروری 2016 بہ روز جمعرات کو اپنے مالک حقیق سے جاملا اور آپ کے تدفین جامعہ مسجد اقصی کراچی کے احاطے میں ہوا۔

مولانا عاشق الہی بلند شہری مہاجر مکی کا تعارف:

ولادت: مولانا عاشق الہی بلند شہری 1343 ہجری بمطابق 1925 عیسوی کو ضلع بلند شہر انڈیا میں پیدا ہوا آپ کے والد کا نام محمد صدیق اور دادا کا نام اسد اللہ تھا اور راجپوت قوم سے تعلق رکھتا تھا۔

تعلیم وتربیت اور اساتذہ کرام:

آپ کے والد کے ماموں محمد اسماعیل نے حضرت مولانا گنگوھی سے بیعت کیا تھا۔ جس کے وجہ سے گھر میں دین داری کے فضاموجود تھا، آپ نے ناظرہ قران پڑھانے کے بعد اپنے ابای گاوں میں بارہ سال کے عمر میں قران مجید کا حفظ کیا اس کے بعد کلکتہ کے مدرسہ جامعہ حیات العلوم مراد آباد میں داخلہ لیا، اور یہاں پر مولانا خلیل احمد، مولانا حیات محمد سنبھلی، مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا عبد الغفور نقش بندی، مولانا قاری فاتح محمد نقش بندی سے مختلف فنون پڑھنے کے بعد تبلیغی جماعت کے بانی شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سے سہارن پور میں 1363 ہجری میں دورہ حدیث شریف پڑھا۔

تدریسی خدمات:

فراغت کے بعد اپ نے اپنے درس وتدریس کا آغاز جامعہ حیات العلوم مراد آباد کلکتہ سے کیا۔ لیکن مفتی محمد شفیع کے اصرار پر وہ جامعہ دارلعلوم کورنگی کراچی ایا جہاں پر آپ نے 1384 ہجری سے 1396 ہجری تک فقہ وحدیث کے درس کرتا رہا۔ لیکن اسی دوران اپ کو اپنے شیوخ کے طرح مدینہ طیبہ میں رہنے اور وہاں فوت ہو جانے کا عشق دامن گیر ہوا۔ لہذا اپ نے کراچی سے حرمین شرفین کے جانے کا اردہ کر کے اپنے شیخ محمد زکریا کے پاس پہنچا۔ اور وہاں پر بھی اپنے تدریسی خدمات جاری رکھا۔

تصنیفی خدمات: تصنیفی میدان میں اللہ نے اپ کو بہت عظیم ملکہ دیا تھااور آپ نے سو100 کے قریب کتابیں لکھی ہیں جن میں سے مشہور کتابیں یہ ہیں۔

تفسیر انوار البیان 6 جلدوں میں، سیرت کونین 2 جلدوں میں، ایک مسلمان زندگی کیسے گزاریں؟، آیینہ نماز، التسھیل اضروری للماسایل القدوری، علامات قیامت کے بارے میں اپ ﷺ کے پیشن گوییاں، رسول اللہ ﷺ کے نصیحتیں، شرعی پردہ، شیعہ مذہب، زبان کے حفاظت، شرح اربعین نووی، رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادیاں، قیامت کب اے گا، معارج کے باتیں، مسنون دعایں، مرنے کے بعد کیا ہوگا، ماہ رمضان کے فضایل ومسایل، کام کے باتیں، کتاب الحج، کتاب العمرہ، اسلامی آداب، جانوروں کے حقوق، داڑھی ایک اسلامی شعار، حقوق والدین، فضایل امت مسلمہ، فضایل علم وغیرہ وغیرہ اپ کے مشہور کتابیں ہیں۔

وفات:

مولانا عاشق الہی بلند شہری 13 رمضان 1422 ہجری بمطابق 2004 عیسوی کو مدینہ منورہ کو عارضہ قلب کے سبب اپنے محبوب حقیقی سے جاملے اور جنت البقیع میں سب سے افضل مدفون ذوالنورنین خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان کے مزار کے پاس تدفین نصیب ہوا۔

سورت التحریم میں مذکور واقعات ومسائل سیرت:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

ترجمہ:۔ اے نبیِ (مکرّم!) آپ خود کو اس سے کیوں منع فرماتے ہیں جس کو اللہ نے آپ کے لیے حلال فرما رکھا ہے؟ آپ اپنی اَزواج کی (کس قدر) دلجوئی فرماتے ہیں! اور اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

## تفسیر تبیان القرآن:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کونسی چیز اپنے اوپر حرام کیا تھا۔ اس کے بارے میں مولانا مولانا غلام رسول نے تین روایات نقل کی ہے جن کے تفصیل یہاں ذکر کیا جارہاہیں۔

1: پہلی روایت کی تفصیل یہ ہے: امام مسلم بن حجاج قشیری روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب کے گھر ٹھہر کر شہد پیتے تھے حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے اور حضرت حفصہ نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائیں، تو وہ یہ کہے کہ آپ سے مغافیر کی بو آرہی ہے کیا، آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ ﷺ ہم میں سے کسی ایک کے پاس آئے اور فرمایا نہیں! میں نے زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے اور میں دوبارہ اس کو نہیں پیو گا۔ لم تحرم ما احل الله لك الى قوله تعالى ان تتوبا' یہ آیت حضرت عائشہ اور حضرت حفصہؓ کے بارے میں نازل ہوی تھی۔ وإذ اسرالنبی إلى بعض أزواجه حديثا سے مقصود آپ کا یہ فرمانا ہے نہیں میں نے شہد پیا ہے[1]۔

2: دوسری روایت کی تفصیل میں ہے۔ امام مسلم روایت کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مٹھاس اور شہد کو پسند فرماتے تھے عصر کی نماز کے بعد آپ اپنی ازواج مطہرات کے پاس جاتے تھے ایک دن آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان کے پاس معمول سے زیادہ ٹھہرے میں نے اس کی وجہ پوچھی مجھے یہ بتلایا گیا کہ حفصہ کی قوم کی ایک عورت نے انہیں شہد بھیجا اور حفصہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد کا شربت پلایا تھا میں نے سوچا: خدا کی قسم! ہم آپ کا کوئی تدبیر کریں گے میں نے اس بات کا حضرت سودہ سے ذکر کیا اور کہا: جب رسول پاس آئیں اور تمہارے قریب ہو تو تم کہنا: یارسول اللہ! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ فرمائیں نہیں پھر تم کہنا یہ بو کیسی ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات سخت ناپسند تھی کہ آپ

---

[1] صحیح مسلم 2:1100 رقم 1474 نص الحديث: وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ، يُخْبِرُ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ، تُخْبِرُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا، قَالَتْ: فَتَوَاطَأْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا مَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلْتَقُلْ: إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ، أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَلَنْ أَعُودَ لَهُ»، فَنَزَلَ: {لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكَ}

سے بو آئے آپ یہی کہیں گے کہ مجھے حضرت حفصہ نے شہد کا شربت پلایا تھا تم کہنا کہ شاید ان شہد کی مکھیوں نے درخت عرفط کا رس چوسا ہو گا میں بھی یہی کہوں گی اور اے صفیہ تم بھی یہی کہنا جب آپ حضرت سودہ کے پاس آئے تو حضرت سودہ کہتی ہیں: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے تمہارے ڈر سے میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں وہی بات کہوں جو تم نے مجھے بتائی تھی ابھی آپ دروازے پر تھے کہ حضرت سودہ نے کہا: یارسول اللہ !کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے ؟ آپؐ نے فرمایا نہیں حضرت سودہ نے کہا کہ یہ بو کیسی آرہی ہے ؟ آپ نے فرمایا: حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا تھا حضرت سودہ نے کہا: شاید اس شہد کی مکھیوں نے عرفط کے درخت کو چوسا ہو گا۔ پھر جب آپ میرے پاس آئے تو میں نے بھی یہی کہا پھر جب آپ حضرت صفیہ کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی کہا پھر جب آپ حضرت حفصہ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ ! کیا میں آپ کو شہد نہ پلاؤں ؟ آپ نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت سودہ نے کہا۔ بخدا! ہم نے آپ پر شہد حرام کر دیا(یعنی اس کے استعمال سے روک دیا میں نے ان سے کہا: چپکی رہو[2]۔

## صحیحین کی دوروایتوں کے تعارض کا جواب:

[2] صحیح مسلم 2:1101 رقم 1474 نص الحدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ، فَكَانَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ دَارَ عَلَى نِسَائِهِ،فَيَدْنُو مِنْهُنَّ،فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ،فَاحْتَبَسَ عِنْدَهَا أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ، فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ، فَقِيلَ لِي: أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ، فَسَقَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً، فَقُلْتُ: أَمَا وَاللهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِسَوْدَةَ، وَقُلْتُ: إِذَا دَخَلَ عَلَيْكِ، فَإِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ، فَقُولِي لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ: «لَا»، فَقُولِي لَهُ: مَا هَذِهِ الرِّيحُ؟ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ يُوجَدَ مِنْهُ الرِّيحُ، فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ: «سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ»، فَقُولِي لَهُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ، وَسَأَقُولُ ذَلِكِ لَهُ، وَقُولِيهِ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى سَوْدَةَ قَالَتْ: تَقُولُ سَوْدَةُ: وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كِدْتُ أَنْ أُبَادِئَهُ بِالَّذِي قُلْتِ لِي، وَإِنَّهُ لَعَلَى الْبَابِ فَرَقًا مِنْكِ، فَلَمَّا دَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ قَالَ: «لَا»، قَالَتْ: فَمَا هَذِهِ الرِّيحُ؟ قَالَ: «سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ»، قَالَتْ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ. فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ، قُلْتُ لَهُ: مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَى صَفِيَّةَ، فَقَالَتْ بِمِثْلِ ذَلِكَ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا أَسْقِيكَ مِنْهُ؟ قَالَ: «لَا حَاجَةَ لِي بِهِ»، قَالَتْ: تَقُولُ سَوْدَةُ: سُبْحَانَ اللهِ، وَاللهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ، قَالَتْ: قُلْتُ لَهَا: اسْكُتِي

صحیح مسلم کی پہلی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا تھا اور ان کے خلاف حیلہ کرنے والی حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ تھیں یہ حدیث عبید بن عمیر کی روایت ہے اور صحیح بخاری میں بھی اس کے بر خلاف دوسری حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کے پاس شہد پیا تھا اور ان کے خلاف حیلہ کرنے والی حضرت عائشہ حضرت صفیہ اور حضرت سودہ تھیں[3]۔ یہ ہشام بن عروہ کی روایت ہے اور بخاری میں ہے۔ عبید بن عمیر اور ہشام بن عروہ کی روایات باہم متعارض ہیں علامہ بدرالدین عینی علامہ ابن حجر اور علامہ کرمانی نے کہا ہے یہ دو الگ الگ واقعات ہیں اور ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔[4]

قاضی عیاض اور علامہ نووی کی تحقیق یہ ہے کہ عبید بن عمیر کی روایت راجح ہے اور ہشام بن عروہ کی روایت مرجوح ہے۔ اور ہماری رائے میں صحیح یہی ہے اور اس پر حسب ذیل قرائن ہیں:۔

( ا )عبید بن عمیر کی سند زیادہ قوی ہے اس سند کو امام نسائی، اصیلی، علامہ نووی اور حافظ ابن حجر نے ترجیح دی ہے۔

(ب)عبید کی روایت قرآن مجید کے موافق ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہےان تظاهرا علیهیعنی دو ازواج نے یہ کاروائی کی تھی اور دو کا ذکر عبید کی روایت میں ہے ہشام نے تین کا ذکر کیا ہے۔

---

[3]صحيح البخارى 44:7 رقم 5268 نص الحديث:حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي المَغْرَاءِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ العَسَلَ وَالحَلْوَاءَ، وَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ العَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ، فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ، فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ، فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ، فَغِرْتُ،فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ، فَقِيلَ لِي: أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ، فَسَقَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً، فَقُلْتُ: أَمَاوَاللَّهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ، فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ: إِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ، فَإِذَا دَنَا مِنْكِ فَقُولِي: أَكَلْتَ مَغَافِيرَ، فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ: لاَ، فَقُولِي لَهُ: مَا هَذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ، فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ: سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ، فَقُولِي لَهُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ العُرْفُطَ، وَسَأَقُولُ ذَلِكِ، وَقُولِي أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذَاكِ، قَالَتْ: تَقُولُ سَوْدَةُ: فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَامَ عَلَى البَابِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أُبَادِيَهُ بِمَا أَمَرْتِنِي به فرقًا منك، فلمَّا دنا منها قالَت له سودة: يا رسولَ الله، أَكلْتِ مغافير؟ قالَ: «لاَ» قالَت: فما هذه الريح الَّتي أَجدُ منك؟ قالَ: «سقَتني حفصة شربة عسلٍ» فقالت: جرسَت نحْله العرفَط، فلمَّا دار إليَّ قلْت له نحْو ذَلك، فلمَّا دار إلى صفيَّة قالَت له مثل ذَلك-فلمَّا دار إلى حفْصة قالَت: يا رسولَ الله، أَلا أَسقيك منه؟ قالَ: «لاَ حاجة لي فيه» قالَت: تقولُ سودة: والله لَقد حرمناه، قلْت لَهَا: اسكُتي

[4]عمدۃ القاری 244:20

(ج) امام بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ ازواج مطہرات کے دو گروہ تھے حضرت عائشہ، حضرت سودہ، حضرت خفصہ اور حضرت صفیہ ایک گروہ میں تھیں اور حضرت زینب بنت جحش اور حضرت ام سلمہ دوسرے گروہ میں تھیں۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ آپ جن کے پاس شہد پینے کے لیے ٹھہرتے تھے وہ حضرت زینب بنت جحش تھیں اس لیے حضرت عائشہ کو یہ ناگوار ہوا اور ان کو طبعی غیرت لاحق ہوئی کیونکہ ان کا تعلق حضرت عائشہ کے مقابل گروہ سے تھا۔

(د) عمیر کی روایت کی تائید حضرت عمر اور حضرت ابن عباس کی روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں یہ تصریح ہے کہ کاروائی کرنے والی حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ تھیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلی روایت ہی زیادہ صحیح اور زیادہ معتمد ہے۔

3: تیسری روایت کی تفصیل یہ ہے:

امام علی بن عمر دار قطنی[5] روایت کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ام ولد حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں مقاربت کی حضرت حفصہ نے آپ کو ان کے ساتھ دیکھ لیا وہ کہنے لگیں: آپ میرے حجرہ میں ان سے مقاربت کر رہے ہیں آپ نے اپنی ازواج سے صرف میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے نزدیک میری کوئی اہمیت نہیں ہے آپ نے فرمایا تم اس واقعہ کا عائشہ سے ذکر نہ کرنا اب میرا ان سے مقاربت کرنا حرام ہے۔ حضرت حفصہ نے کہا: یہ آپ پر کس طرح حرام ہوں گی حالانکہ یہ آپ کی کنیز ہیں۔ آپ نے قسم کھائی کہ آپ ان سے مقاربت نہیں کریں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا پھر حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ کو یہ بات بتا

---

[5] دار قطنی: امام حافظ مجود اور شیخ السلام تھے, ابو حسن علی بن عمر بن احمد بن مہد بن مسعود بن النعمان بن دینار بن عبد اللہ البغدادی مقری محدث, تھا اور محلہ دار قطن سے ان کا تعلق تھا۔306ھ کو پیدا ہوئے. بچپن میں ابو قاسم بغوی, یحی بن محمد بن صاعد، ابو بکر بن ابو داود، ومحمد بن نیروز، انماطی, ابو حامد محمد بن ھارون حضرمی، علی بن عبد اللہ بن مبشر واسطی، ابی علی محمد بن سلیمان مالکی، محمد بن قاسم بن زکریا محاربی، ابو عمر محمد بن یوسف بن یعقوب قاضی، ابی بکر بن زیاد نیسابوری, احسن بن علی عدوی بصری, یوسف بن یعقوب نیشابوری سے علم حاصل کی۔ بڑھاپے میں شام اور مصر کے سفر کئے، ابو ظاہر زہلی ابو احمد اور احمد بن ناصح نے ان سے سماع کیا- سیر اعلام النبلاء414 :12

دی تب آپ نے یہ قسم کھائی کہ آپ ایک ماہ تک اپنی ازواج کے پاس نہیں جائیں گے پھر آپ انتیس راتوں تک اپنی ازواج کے پاس نہیں گئے پھر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: "لما تحرم ما أحل الله لك[6]۔

حافظ ابن کثیر[7] نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہیں: ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قسم کا کفارہ دے دیا اور اپنی کنیز سے مقاربت کر لی اور حضرت عمر سے روایت ہے کہ آپ نے حضرت ماریہ سے مقاربت نہ کرنے کی قسم کھائی تھی، پھر جب تک حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ کو اس واقعہ کی خبر نہیں دی آپ نے حضرت ماریہ سے مقاربت نہیں کی تب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: قد فرض الله لكم تحلة ايمانكم " ( اے مسلمانو!) بے شک اللہ نے تمہارے لیے قسموں کو کھولنے کا طریقہ مقرر فرمادیا ہے[8]۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے اور صحاح ستہ کے مصنفین میں سے کسی نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا اور حافظ الضیاء المقدسی[9] نے اپنی کتاب ''مستخرج'' میں اسی روایت کو اختیار کیا ہے[10]۔

---

[6] سنن دار قطنی، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدیبین مسعود بن نعمان بن دینار بغدادی دار قطنی متوفی: 385ھ ناشر: دار معرفت ،بیروت،1386ھ /1966م 41:4رقم122

[7] ابن کثیر: امام و محدث وحافظو عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر قیسی بصری 700ھ کو پیدا ہوئے۔ ان اک ایک بے مثل تفسیر ہے ایک تاریخ لکھا ہے اور ادلۃ التنبیہ کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کے علاوہ تخریج احادیث مختصر ابن الحاجب ہے بقات الشافعیۃ وغیرہ، 774ھ کو وفات ہوئے ذہبی ان کے بارے میں لکھتا ہے۔ امام، مفتی، ثقہ، متقن۔ تذکرۃ الحفاظ 57:5

[8] تفسیر القرآن العظیم ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر قریشی بصری دمشقی متوفی: 774ھ ناشر: دار الکتب علمیہ، منشورات محمد علی بیضون ،بیروت طبع: اولی- 1419ھ 180:8

[9] ضیاء الدین مقدسی: پورا نام محمد بن عبد الواحد بن احمد بن عبد الرحمن سعدی، مقدسی، حنبلی تھا، ابو عبد اللہ، کنیت تھی ضیاء الدین لقب تھا : دمشق، میں 569 /1174 پیدا ہوئے اور. 643ھ- - 1245 مکو وفات ہوئے۔ دمشق میں مدرسہ بنایا جو دار الحدیث ضیائیہ مقدسیہ کے نام سے مشہور تھا ۔ بغداد ، مصر ، فرس کے علمی اسفار کئے ۔ ان کے لکھے گئے کتب میں سے الاحکام فی الحدیث ، فضائل الاعمال، الاحادیث المختارۃ، فضائل الشام ، فضائل القرآن، مناقب اصحاب الحدیث الاحادیث المختارۃ او المستخرج من الاحادیث المختارۃ ہیں۔

[10] الاحادیث المختارۃ او المستخرج من الاحادیث المختارۃ مما لم یخرجہ البخاری ومسلم فی صحیحیھما، ضیاء الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی متوفی: 643ھ ناشر: دار خضر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان طبع: سوم، 1420ھ /2000م 300:1

مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے حضرت ماریہؓ پر تہمت لگانے کا واقعہ بیان کیا ہے۔

**مابور پر حضرت ماریہ کی تہمت اور اس کا اس تہمت سے بری ہونا:۔**

امام مسلم صحیح سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ام ولد حضرت ماریہ پر ایک شخص (مابور) کے ساتھ تہمت لگائی جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم جاکر اس کی گردن ماردو جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے پاس پہنچے وہ اس وقت ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے غسل کررہا تھا۔ حضرت علی نے اس سے کہا: نکلو اور اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کو نکالا تب حضرت علی نے دیکھا کہ اس کا آلہ تناسل بالکل کٹا ہوا ہے تب حضرت علی رضی اللہ عنہ رک گئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: یارسول اللہ! اس کا آلہ تو بالکل کٹا ہوا ہے[11]۔

قاضی عیاض لکھتے ہیں: اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم محترم حضرت ماریہ کو اس سے محفوظ رکھا کہ ان کی طرف سے کوئی تقصیر ہو اور واقعہ یہ تھا کہ مابور قبطی تھا اور حضرت ماریہ بھی قبطیہ تھیں اور ہم زبان اور ہم علاقہ ہونے کی وجہ سے وہ آپ کے پاس آتا تھا اور آپ سے باتیں کرتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حضرت ماریہ کے ساتھ باتیں کرنے سے منع کردیا تھا اور جب اس نے عمل نہیں کیا تو وہ قتل کا مستحق ہو گیا یا تو آپ کی مخالفت کرنے کی وجہ سے اور یا اس وجہ سے کہ اس نے آپ کو ایذاء پہنچائی اس وجہ سے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس کو قتل کردیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس کی پاک دامنی کا علم ہو اور آپ کو معلوم ہو کہ اس کا آلہ نہیں ہے اس کے باوجود آپ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا تاکہ حضرت علی اس کو برہنہ دیکھ لیں اور ان پر حقیقت حال منکشف ہو جائے اور جو لوگ اس کو حضرت ماریہ کے ساتھ تہمت لگاتے ہیں وہ تہمت زائل ہو جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کی طرف یہ وحی کی ہو کہ آپ اس کو قتل نہ کریں کیونکہ آپ پر اس کا حال

---

[11] صحیح مسلم 2139:4 رقم 2771نص الحدیث :حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلًا كَانَ يُتَّهَمُ بِأُمِّ وَلَدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ:اذْهَبْ فَاضْرِبْ عُنُقَهُ فَأَتَاهُ عَلِيٌّ فَإِذَا هُوَ فِي رَكِيٍّ يَتَبَرَّدُ فِيهَا، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: اخْرُجْ، فَنَاوَلَهُ يَدَهُ فَأَخْرَجَهُ، فَإِذَا هُوَ مَجْبُوبٌ لَيْسَ لَهُ ذَكَرٌ، فَكَفَّ عَلِيٌّ عَنْهُ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ لَمَجْبُوبٌ مَا لَهُ ذَكَرٌ

منکشف ہو جائے گا کیونکہ وہ کنویں میں برہنہ نہارہاہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے اس کو یہ عمل کرنے کا حکم دیا ہو حالانکہ آپ کو علم تھا کہ وہ قتل نہیں ہو گا کیونکہ اس کا اس تہمت سے بری ہونا آپ کے نزدیک دلیل سے واضح ہو جائے گا[12]۔

التحریم: کے سبب نزول کی تین روایتوں میں سے کس کی روایت زیادہ صحیح اور معتبر ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کی حلال کردہ چیز کے نفع سے اپنے آپ کو جو روک لیا تھا ہم نے ذکر کیا ہے کہ اس سلسلہ میں تین روایات ہیں لیکن زیادہ صحیح اور معتبر روایت یہ ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہر کر شہد پینے سے روک لیا تھا۔ علامہ ابو عبد اللہ بن احمد مالکی قرطبی لکھتے ہیں :

ان اقوال میں زیادہ صحیح پہلا قول ہے یعنی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آپ کو شہد پلاتی تھیں اور حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کو ناگوار گزرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے آپ کو اس سے روک لیا تھا اور سب سے کمزور قول متوسط ہے یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آپ کو شہد پلاتی تھیں، جس سے آپ نے اپنے آپ کو روک لیا۔ علامہ ابن العربی نے کہا: اس کے ضعف کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی عادل نہیں ہیں اور اس کا معنی اس لیے درست نہیں ہے کہ کسی ہبہ شدہ چیز کو واپس کر دینا تحریم نہیں ہے اور رہی تیسری روایت کہ آپ نے حضرت ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا تو اس کے راوی بھی ثقہ ہیں اور اس کا معنی بھی درست ہے لیکن یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں ہے اور یہ مرسل روایت ہے خلاصہ یہ ہے کہ رائے یہ ہے کہ راجح اور صحیح پہلی روایت ہے [13]۔

حافظ عماد الدین ابن کثیر نے پہلے یہ روایت ذکر کی کہ حضرت حفصہ آپ کو شہد پلاتی تھیں پھر لکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت زینب بنت جحش ہی وہ خاتون ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[12] اکمال المعلم شرح صحیح مسلم، قاضی عیاض العلامہ قاضي ابو الفضل عیاض یحصبی 544ھ 152:8

[13] الجامع لاحکام القرآن ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح انصاری خزرجی شمس الدین القرطبی متوفی: 671ھ ناشر: دار عالم الکتب، الریاض، المملکۃ العربیہ السعودیہ طبع: 1423ھ / 2003م 166:18۔

کو شہد پلاتی تھیں پھر حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ دونوں اپنی تجویز پر متفق ہو گئیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ دونوں واقعے اس آیت کے نزول کا سبب ہوں مگر اس پر اعتراض ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ایک حدیث ذکر کی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا تعلق حضرت زینب کے شہد پلانے سے ہی تھا[14]۔

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریم میں اختلاف ہے حضرت عائشہ کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب حضرت زینب بنت جحش کے ہاں شہد پینا ہے اور ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت ماریہ سے مقاربت کو اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا۔ پس یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ آیت ان دونوں سببوں سے نازل ہوئی ہو[15]۔

علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن الخفاجی[16] لکھتے ہیں:

تحریم: کے سب نزول میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ حضرت ماریہ کے قصہ میں نازل ہوئی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ شہد پینے کے قصہ میں نازل ہوئی ہے۔ علامہ نووی شافعی[17] صحیح مسلم کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ آیت شہد

[14] تفسیر ابن کثیر 427:2

[15] فتح الباری دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ 655:9

[16] الشہاب خفاجی (977ھ - 1069ھ / 1569 - 1659م) پورا نام احمد بن محمد بن عمر، شہاب الدین خفاجی مصری: قاضی القضاۃ تھے خفاجہ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے. مصر میں پلے بڑھے، روم چلے گئے اور عثمانی سلطان سے ملے اس نے قاضی مقرر کیا مصر واپس ہوا تو مصر میں قضاوت ملی اس سے سبگ دوش ہو کر شام چلا گیا۔ ان کے مشہور کتب میں سے ریحانۃ الالبا، شفاء العلیل فیما فی کلام العرب من الدخیل، شرح درۃ الغواص في اوھام الخواص للحریري الاعلام خیر الدین بن محمود بن محمد بن علی بن فارس، زرکلی دمشقی متوفی:1396ھ ناشر: دار العلم للملایین طبع: پانزدہم۔مایو2002م 238:1

[17]۔ النووی: شیخ امام محی الدین، ابو زکریا یحی بن شرف بن مری بن حسن النووي، 631 میں پیدا ہوئے واونچاس سال کی عمر میں دمشق آیا ان کے مشہور مصنفات میں الروضۃ، المنھاج، المناسک، تہذیب الاسماء واللغات وشرح مسلم وشرح المھذب شامل ہیں۔ 676 ہجری میں وفات ہوئے۔ قلادۃ النحر، 252:5

کے قصہ میں نازل ہوئی ہے نہ کہ حضرت ماریہ کے قصہ میں جو کہ غیر سماج میں مروی ہے اور صحیح یہی ہے کہ یہ آیت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پینے کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے[18]۔

قاضی عیاض بن موسی مالکی لکھتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ آیت شہد کے قصہ میں نازل ہوئی ہے نہ کہ حضرت ماریہ کے قصہ میں جو کہ غیر صحاح میں مروی ہے[19]۔

علامہ ذہبی نے کہا: اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے اور اس سے حدیث ساقط ہے کسی سند صحیح سے یہ قصہ مروی نہیں ہے۔ امام نسائی نے کہا کہ شہد کے قصہ میں حضرت عائشہ کی حدیث کی سند جید ہے اور اعلی درجہ کی صحیح ہے[20]۔

تینوں روایتوں میں کونسی معتبر ہے۔ حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ حضور علیہ السلام کو اپنے پاس زیادہ ٹھہرانے کے لیے حیلہ کرنا گناہ نہیں تھا۔ اس بارے میں علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں

## حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کو توبہ کا حکم دینے کی توجیہ

ان دونوں سے مراد حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہماہیں اللہ تعالی نے ان کو توبہ کرنے پر برانگیختہ کیا ہے کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت شدید محبت کی وجہ سے وہ یہ چاہتی تھیں کہ آپ کسی اور کی طرف زیادہ توجہ نہ فرمائیں اور کسی اور کے پاس زیادہ نہ ٹھہریں اور چونکہ آپ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پینے کی وجہ سے زیادہ ٹھہرتے تھے اس لیے انہوں نے چاہا کہ آپ شہد ہی نہ پئیں اس لیے انہوں نے کہا کہ آپ نے وہ شہد پیا ہے جس کو شہد کی مکھیوں نے اس درخت کے پتوں سے چوسا تھا جس پر مغافیر لگا ہوا تھا اس وجہ سے آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آرہی ہے اور مغافیر کی بو آپ کو ناپسند تھی گویا وہ آپ سے شہد کو چھڑانا چاہتی تھیں تا کہ آپ

---

[18] حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی، المسماۃ: عنایۃ القاضی وکفایۃ الرّاضی علی تفسیر البیضاوي، شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجي مصري حنفی متوفی:1069ھ دار النشر: دار صادر –بیروت 203:9

[19] اکمال المعلم شرح صحیح مسلم، 544ھ 152:8

[20] اکمال المعلم بفوائد مسلم 39:5

حضرت زینب کے پاس زیادہ نہ ٹھہریں لیکن اس معاملہ میں ان کی توجہ اس طرف نہیں رہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہد اور مٹھاس کو پسند فرماتے تھے۔

اس طرح وہ نادانستگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ چیز کو چھڑانے کی مرتکب ہو رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کو یہ صحت ناپسند ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پسندیدہ چیز کو نہ کھا سکیں نہ پی سکیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو فرمائش کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت کو دائرہ اعتدال میں رکھیں تا کہ وہ نادانستگی میں اپنی محبت کی شدت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل شکنی اور آپ کی دل آزادی کا موجب نہ بن جائیں۔

اس کے بعد فرمایا اور اگر نبی کے خلاف تم دونوں ایک دوسرے کی مدد کرتی رہیں۔ یعنی اپنی محبت کے تقاضوں کو پورا کرتی رہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کا خیال نہ کیا تو آپ ﷺ کو کوئی ضرر نہیں ہو گا کیونکہ بے شک اللہ نبی کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے (بھی) ان کے مددگار ہیں۔

مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے اس بارے میں ایک مدلل بحث کی ہے۔

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ سے ناراضگی کے سلسلہ میں احادیث

امام محمد بن اسماعیلی بخاری اور امام مسلم بن حجاج روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں کافی عرصہ سے یہ سوچ رہا تھا کہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کے متعلق سوال کروں لیکن ان کی ہیبت کی وجہ سے میں ان سے سوال نہیں کر پا رہا تھا کہ وہ حج کے لیے روانہ ہوئے اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا واپسی میں وہ ایک جگہ قضاء حاجت کے لیے گئے جب وہ فارغ ہو کر آئے تو میں نے ان سے کہا: اے امیر المومنین! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے وہ کون سی دو بیویاں تھیں جنہوں نے آپ سے موافقت نہیں کی تھی؟ حضرت عمر نے کہا: وہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما تھیں نے کہا: اللہ کی قسم! میں ایک سال سے چاہ رہا تھا کہ آپ سے اس کے متعلق سوال کروں لیکن آپ کی ہیبت کی وجہ سے آپ سے سوال نہیں کر سکا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو جس چیز کے متعلق بھی تمہیں خیال ہو کہ مجھے اس کا علم ہو گا تم اس

کے متعلق مجھ سے سوال کر لیا کرو اگر مجھے اس کے متعلق علم ہو گا تو میں تم کو ضرور بتاؤں گا حضرت عمر نے کہا: ہم زمانہ جاہلیت میں عورتوں کو کوئی حیثیت نہیں دیتے تھے حتی کہ اللہ تعالی نے ان کے متعلق وہ حقوق نازل کیے جو نازل کیے اور ان کے متعلق وہ تقسیم کی جو تقسیم کی اسی اثناء میں ایک دن میں نے اپنی بیوی سے کسی کام کے لیے کہا تو اس نے کہا: تم اس طرح کر لو میں نے کہا: میں نے تم کو جس کام کا کہا ہے تم وہ کام کرو۔ تم اس میں اور باتیں کیوں کر رہی ہو؟ اس نے کہا: تعجب ہے اے ابن الخطاب! تم کہتے ہو کہ میرے کہنے کا جواب نہ دیا جائے حالانکہ تمہاری بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیتی ہے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دن غصہ میں گزارتے ہیں پس حضرت عمر کھڑے ہوئے اور چادر اپنی جگہ سے اٹھائی اور حضرت حفصہ کے پاس پہنچے اور کہا اے بے وقوف! کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیتی ہو کہ آپ پورا دن غصہ سے گزاریں؟ حضرت حفصہ نے کہا ہاں اللہ کی قسم! ہم آپ کو ضرور جواب دیتے ہیں۔ میں نے کہا: کیا تم جانتی ہو کہ میں تمہیں اللہ کے عذاب سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے ڈرا رہا ہوں اے بیٹی! تم اس سے دھوکے میں نہ آنا جس کا حسن و جمال آپ کو پسند ہے اور وہ رسول ان صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہے حضرت عمر کی مراد حضرت عائشہ تھیں پھر میں ان کے پاس سے حضرت ام سلمہ کے پاس گیا کیونکہ میری ان سے قرابت تھی۔ میں نے ان سے اس سلسلہ میں بات کی انہوں نے کہا: تعجب ہے اے ابن الخطاب تم ہر چیز میں دخل ڈال دیتے ہو حتی کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ازواج میں بھی مداخلت کرنا چاہتے ہو انہوں نے مجھ سے اس قدر شدید مواخذ کیا کہ میں نے اپنے دل میں ازواج مطہرات کو سمجھانے کا جو منصوبہ بنایا تھا اس پر عمل نہیں کیا پھر میں ان کے پاس سے چلا گیا ادھر میرا پڑوسی ایک انصاری تھا' ہم دونوں باری باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے تھے ایک دن وہ جاتا اور اس دن نازل ہونے والے احکام کی خبر لے کر آتا اور ایک دن میں جاتا ان دنوں ہمیں غسان کے بادشاہ کی طرف سے خطرہ تھا کہ وہ ہم پر حملہ کرنے والا ہے ایک دن میرے پڑوسی انصاری نے آکر زور سے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کھولو کھولو میں نے پوچھا غسانی نے حملہ کر دیا؟ اس نے کہا : اس سے بھی بڑی بات ہو گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ازواج سے الگ ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر افسوس ہے میں اپنے کپڑے بدل کر وہاں پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانے پر تھے جس کی طرف سیڑھی سے راستہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیاہ فام غلام اس کے ڈانڈے پر بیٹھا تھا میں نے کہا: یہ عمر بن الخطاب ہے آپ ﷺ سے کہو وہ ملنے کی اجازت چاہتا ہے حضرت عمر نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قصہ سنایا جب میں نے حضرت ام سلمہ کا قول سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے آپ کے لیے اور کوئی چیز نہیں تھی اور آپ کے سر کے نیچے

چمڑے کا ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی اور آپ کے پیروں کی طرف درخت کے پتے تھے اور آپ کے سر کے پاس ایک کچی کھال لٹکی ہوئی تھی اور میں نے دیکھا کہ چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو میں نقش ہو گئے تھے میں رونے لگا آپ نے پوچھا: اے ابن خطاب! کیوں؟ میں نے کہا: یارسول اللہ! کسریٰ اور قیصر کتنے عیش و آرام میں ہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کا یہ حال ہے[21]۔

- **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ**

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کے سامنے خالص توبہ کرو۔ امید ہے اللہ تمھارے گناہوں کو معاف کرے گا اور تمھیں ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتے ہوں گے۔ اس دن اللہ رسول اور ان لوگوں کو کو رسوا نہیں کرے گا ان کی روشنی ان کے آگے آگے جائے گی اور دائیں طرف اور کہیں گے اے اللہہمارے لیے مکمل فرمادے اور ہمیں بخش دے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

آپ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہوں کہ ان کے لیے دنیا اور ہمارے لئے آخرت ہے۔

آیت کی تفسیر میں مولانا غلام رسول سعیدی نے توبۃ النصوح کی تعریف میں مفسرین کے اقوال ذکر کیے ہیں۔

توبۃ النصوح' ' کی تعریف میں مفسرین کے اقوال

امام ابو اسحاق احمد بن ابراہیم الثعلبی[22] المتوفی ۴۲۷ھ لکھتے ہیں:

"التوبۃ النصوح' ' کے حسب ذیل معانی ہیں:

---

[21] صحیح مسلم 189:4 صحیح البخاری 133:3

[22] الثعلبی: ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبي مشہور مفسر تھے ایک بڑا تفسیر لکھا جو اپنے زمانے کا بے مثل تفسیر تھا اس کے علاوہ کتاب العرائس فی قصص الانبیاء لکھی ثعلبی ان کا لقب ہے نسب نہیں 427ھ کو وفات ہوئے۔ وفیات الاعیان 80:1

(۱) حضرت عمر حضرت ابی بن کعب اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہم نے کہا: توبۃ النصوح" بندہ جس گناہ سے توبہ کرے پھر دوبارہ اس گناہ کی طرف نہ لوٹے۔

(۲) حسن بصری نے کہا: بندہ پچھلے گناہ پر نادم ہو اور یہ عزم مصمم کرے کہ وہ دوبارہ اس گناہ کو نہیں کرے گا۔

(۳) سعید بن جبیر نے کہا وہ توبہ مقبولہ ہے اور توبہ کے قبول ہونے کی تین شرائط میں (ا) توبہ قبول نہ ہونے کا خوف ہو (ب) توبہ قبول ہونے کی امید ہو (ج) اور دائمی اطاعت کرے۔

(۴) القرظی نے کہا: اس توبہ میں چار چیزیں ہیں زبان سے استغفار ہو، بدن سے گناہ کو اکھاڑ پھینکے، دل سے دوبارہ نہ کرنے کا اظہار ہو اور برے کاموں کو ترک کر دے۔

(۵) سفیان ثوری نے کہا۔ اس کی چار علامتیں ہیں قلت، علت، غربت اور ذلت۔

(۶) الواسطی نے کہا، کہ یہ کسی عوض کی وجہ سے نہ ہو جو دنیا میں گناہ کرتا ہے اس کا مقصد اپنی خواہش پورا کرنا ہے اور جو شخص اس گناہ سے توبہ کرتا ہے اس کا مقصد اپنی آخرت سنوارنا ہے تو یہ اپنے نفس کے لیے توبہ ہے اللہ کے لیے نہیں ہے۔

(۷) الرقاق المصری نے کہا: یہ لوگوں کے غصب کیے ہوئے حقوق واپس کرتا ہے اور لوگوں سے کی ہوئی زیادتی کو معاف کراتا ہے اور ہمیشہ اطاعت کرنا ہے۔

(۸) ذوالنون نے کہا: اس کی تین علامتیں ہیں کم باتیں کرنا کم کھانا اور کم سونا۔

(۹) شقیق نے کہا یہ اپنے نفس کو بہت ملامت کرنا ہے اور ہمیشہ گناہ پر نادم رہنا ہے۔۔

(۱۰) جنید نے کہا: گناہ کو اس طرح بھول جائے کہ پھر بھی اس کو یاد نہ کرے کیونکہ جس کی توبہ صحیح ہوتی ہے وہ اللہ سے محبت کرتا ہے اور جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ اس کے ماسوا کو بھول جاتا ہے۔

(۱۱) فتح الموصلی نے کہا اس کی تین علامتیں ہیں: نفسانی خواہش کی مخالفت کرنا، زیادہ رونا اور بھوک و پیاس کو برداشت کرنا۔

(۱۲) کلبی نے کہا: دل سے نادم ہونا، زبان سے استغفار کرنا اور گناہ کو اکھاڑ دینا اور مطمئن ہونا کہ وہ دوبارہ گناہ نہیں کرے گا

(۱۳) بعض نے کہا: جب گناہ یاد آئے تو اس پر ندامت طاری ہو اور وہ اس گناہ پر استغفار کرے[23]۔

تفسیر انوار البیان:۔

مولانا عاشق الٰہی نے سورۃ التحریم کے شان نزول کے بارے میں امام بخاری کے حوالے سے واقعہ نقل کیا ہے۔ انہوں نے عنوان قائم کیا ہے۔

حلال وحرام قرار دینے کی ممانعت:

پھر لکھتا ہے کہ سورت التحریم کی ابتدائی آیات کے سبب نزول کا ایک واقعہ ہے اور وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نماز عصر کے بعد تھوڑی دیر کو ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔ تھوڑا تھوڑا وقت ہر ایک کے پاس گزارتے تھے ایک دن جو حضرت زینب بنت جحش کے پاس تشریف لے گئے ان کے پاس شہد پی لیا حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے اور حفصہ نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی تشریف لائیں تو کہہ لیں گے کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے یہ ایک قسم کا گوند ہوتا تھا چنانچہ آپ دونوں میں سے کسی ایک کے پاس تشریف لائے تو یہی بات عرض کر دی آپ نے فرمایا کہ میں نے مغافیر تو نہیں کھایا بلکہ میں نے زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے اور میں نے قسم کھالیا ہے کہ اس کے بعد ہر گز نہیں پیوں گا اس پر آیت کریمہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ نازل ہوئی[24]۔

[23] الکشف والبیان عن تفسیر القرآن احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی، ابو اسحاق متوفی:427ھ ناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت-لبنان طبع: اولی1422ھ /2002م 9:350

[24] صحیح البخاری 2:729 نص الحدیث: حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا الحَجَّاجُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: زَعَمَ عَطَاءٌ، أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ: تَزْعُمُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا، فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ: أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ: إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ

مولانا عاشق الٰہی صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی واقعہ جو بیویوں کے ساتھ پیش آیا دو روایتیں نقل کیے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ایک خصوصی واقعہ جو بعض بیویوں کے ساتھ پیش آیا:۔

بعض مفسرین نے اس آیت کا تعلق بھی شہد والے قصہ سے بتایا ہے اور یوں تفسیر کیا ہے کہ آپ نے جو یوں فرمایا تھا۔ کہ میں شہد نہیں پیوں گا، اس کے ساتھ یہ بھی فرمادیا تھا کہ کسی سے کہنا نہیں لیکن جس اہلیہ سے یہ فرمایا تھا اس نے آپ کی دوسری اہلیہ کو یہ بات بتادی اللہ تعالی نے آپ کو بذریعہ وحی اس سے مطلع فرمادیا تو آپ نے اہلیہ کو تھوڑی سی بات بتادی۔ یعنی یہ بتادیا کہ تونے اتنی بات ظاہر کر دی ہے اور فلاں عورت سے کہہ دی اور آپ نے تھوڑی سی بات سے اعراض فرمایا یعنی غایت کرم کی وجہ سے پورے اجزاء کا اظہار نہیں فرمایا تا کہ ظاہر کرنے والی اہلیہ کو یہ بات جان کر شرمندگی نہ ہو کہ میں نے جو کچھ دوسری خاتون سے کہا ہے وہ سب آپ کو معلوم ہو گیا، جب آپ نے بات بتانے والی بیوی کو یہ جتلایا کہ تونے میری بات کہہ دی ہے تو اس نے سوال کیا کہ آپ کو کس نے خبر دی آپ نے فرمایا کہ مجھے علیم وخبیر یعنی اللہ تعالی نے خبر دی، صاحب بیان القرآن نے اس تفسیر کو اختیار کیا ہے۔ لیکن تفسیر کی کتابوں میں یہاں ایک اور واقعہ بھی لکھا ہے اور آیت بالا کو اس سے متعلق بتایا ہے وہ واقعہ معالم التنزیل میں یوں لکھا ہے کہ: حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے گھر جانے کی اجازت مانگی، آپ نے اجازت دیدی۔ آپ کی ایک باندھی ماریہ قبطیہ تھی جن سے صاحبزادہ ابراہیم پیدا ہوئے تھے وہ وہاں پہنچ گئیں آپ نے ان سے اپنی حاجت پوری کرلی حفصہ جو واپس آئیں تو انہوں نے دروازہ بند دیکھا اور صورت حال کو بھانپ لیا جب آپ تشریف لائے تو شکایت کی کہ آپ نے میرے اکرام کے خلاف کیا اور میری نوبت کے دن اور میرے بستر پر باندی سے استمتاع کرلیا، آپ نے فرمایا اس میں اعتراض کی کون سی بات ہے میری باندی ہے اللہ تعالی نے میرے لئے اس کو حلال قرار دیا ہے چلو خاموشی اختیار کرو میں اسے اپنے اوپر حرام قرار دیتا ہوں تو راضی ہو جا اور کسی کو خبر نہ دینا، جب آپ باہر تشریف لے گئے تو حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور انہیں خوشخبری سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی باندی کو اپنے اوپر حرام قرار دے دیا ہے، اس کے بعد صاحب معالم التنزیل نے لکھا ہے

---

رِيحَ مَغَافِيرَ، أَكَلْتَ مَغَافِيرَ، فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «لاَ، بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ» فَنَزَلَتْ: {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ}

کہ رسول اللہ ﷺ نے جو اپنی باندی کو اپنے اوپر حرام فرمالیا تھا۔ وإذ اسر النبی سے یہ بات مراد ہے جس میں یہ ہے کہ آپ نے حفصہؓ سے فرمایا تھا کسی کو خبر نہ دینا پھر حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اس وقت یہ بھی بتا دیا تھا کہ میرے بعد ابو بکر و عمر خلیفہ ہوں گے حضرت حفصہ نے یہ باتیں اپنی سہیلی حضرت عائشہ کو بتاویں آپ نے فرمایا کہ تو نے عائشہ کو یہ بات بتائی ہے انہوں نے عرض کیا کہ آپ کو کس نے بتایا آپ نے فرمایا مجھے علیم وخبیر نے بتادیا حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ کو باندی حرام کرنے والی بات بھی بتادی تھی اور خلافت والی بھی لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان سے ایک بات کا ذکر فرمایا اور ایک بات چھوڑ دی یعنی یو نہیں فرمایا کہ تو نے عائشہ کو خلافت والی بات بھی بتائی ہے آپ چاہتے تھے کہ خلافت والی بات لوگوں میں نہ پھیلے۔ مفسر قرطبی نے بھی حضرت ماریہ کو حرام قرار دینے والی بات لکھی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ سند کے اعتبار سے اور معنوی تعلق کے اعتبار سے ہی زیادہ ٹھیک ہے لیکن صحیح احادیث میں مذکور نہیں ہے اگر اس روایت کو سامنے رکھا جائے تو عرف بعضہ کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ کو جو باتیں بتائی تھیں ان میں سے آپ نے کچھ بات بتادی اور کچھ بات سے خاموشی اختیار فرمائی[25]۔

آیت بالا کو شہد والے قصہ سے متعلق مانا جائے تو اس میں چونکہ حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ دونوں نے مشورہ کیا تھا کہ آپ تشریف لائیں گے تو ہم یوں کہیں گے کہ آپ نے شہد پیا ہے لہذا دونوں کی ذات پر حرف آتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینے والا مشورہ کیوں کیا، ارادہ خواہ ایذا دینے کا نہ ہو صرف دل لگی مقصود ہو لیکن صورت حال ایسی بن گئی کہ آپ ﷺ کو اس سے تکلیف پہنچی لہذا توبہ کا حکم دیا گیا۔ دوسرے قصہ میں بظاہر حضرت عائشہ پر کوئی بات نہیں آتی کیونکہ انہوں نے صرف بات سنی تھی اور آگے بڑھانے کا ذکر بھی نہیں ملتا، ہاں یوں کہا جاسکتا ہے کہ ممکن ہے حضرت حفصہ نے ان سے یوں کہا ہو کہ تمہیں ایک راز کی بات بتاتی ہوں مجھے منع تو کیا ہے کہ کسی کو نہ بتاؤں لیکن تم سے جو سہیلی پن کا تعلق ہے اس لئے بیان کر دیتی ہوں اگر انہوں نے یوں کہا اور انہوں نے سن لیا تو ایذا دینے والی بات بن سکتی ہے ان کو چاہئے تھا کہ یوں کہہ دیتیں کہ جب کرنے سے منع فرمادیا ہے تو میں نہیں سنتی۔ واللہ تعالی اعلم۔

**تقابلی جائزہ:۔**

---

[25] معالم التنزیل 950:6

(1) مولانا غلام رسول سعیدی صاحب سورۃ تحریم کے شان نزول کے بارے میں تین روایتیں نقل کیے ہیں جبکہ مولانا عاشق الٰہی صاحب نے دو روایات نقل کئے ہیں۔

(2) سورۃ کا شان نزول دونوں نے ذکر کیا ہے۔

(3) مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے مابور پر حضرت ماریہؓ کی تہمت کا واقعہ بیان کیا ہے۔ جب مولانا عاشق الٰہی صاحب نے یہ واقعہ ذکر نہیں کیا۔

(4) مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے حضرت عائشہ رضی اللہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ کو توبہ کا حکم دینے کی توجیہ کی ہے جب کہ مولانا عاشق الٰہی صاحب نے نہیں کیا ہے۔

(5) مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ سے ناراضگی کے سلسلے میں احادیث نقل کیے ہیں جبکہ مولانا عاشق الٰہی صاحب نے یہ نہیں ذکر کئے ہیں۔

(6) مولانا غلام رسول سعیدی نے توبۃ النصوح کی تعریف میں علماء کے اقوال ذکر کیے ہیں جبکہ مولانا عاشق الٰہی صاحب نے نہیں کیے ہیں۔

خلاصہ بحث:

زیر نظر تحقیقی ارٹیکل میں سورت تحریم میں مذکور واقعہ تحریم کا تقابلی موازنہ ان دونوں تفاسیر کے روشنی میں کیا جاتا ہیں۔ نیز مختلف محدثین، فقہاء عظام اور سیرت نگاروں نے بحث کیا ہیں، جس میں علامہ غلام رسول سعیدی مصنف تبیان القرآن اور مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہری مصنف انوار البیان نے اپنے تفاسیر میں سیرت نبوی پر تحقیقی اور علمی انداز میں سیر حاصل بحث کیا ہیں۔ قران مجید نے اپ ﷺ کے سیرت طیبہ کے واقعات اور احکامات کو مختلف انداز میں ہمارے سامنے رکھا ہیں۔ جس میں بعثت نبوی، تحویل قبلہ، واقعہ معراج، واقعہ غرانیق، واقعہ افک، واقعہ مسجد ضرار، واقعہ عبد اللہ ابن ام مکتوم، واقعہ شق صدر، غلبہ روم، ازواج مطہرات، واقعہ حاطب ابن ابی بلتعہ، واقعہ تحریم اور واقعہ سحر وغیرہ وغیرہ اس کے علاوہ مختلف غزوات کو قران مجید نے ہمارے سامنے رکھا ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کی حلال کردہ چیز کے نفع سے اپنے آپ کو جو روک لیا تھا ہم نے ذکر کیا ہے کہ اس سلسلہ میں تین روایات ہیں لیکن زیادہ صحیح اور معتبر روایت یہ ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہر کر شہد پینے سے روک لیا تھا- اور ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت ماریہ سے مقاربت کو اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر، علامی ذہبی، ابن

حجر، احمد بن محمد بن الخفاجی، علامہ نووی شافعی وغیرہ تحریم کے شانِ نزول کو مختلف واقعات سے منسوب کرتے ہیں، جن کا مقصود ایک ہی بنتا ہے۔